مسجد 'بیت العافیت' فلاڈلفیا کے افتتاح کے موقع پر حضورانور کا خطاب

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے ساتھ اپنے خطاب کا آغاز فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا:

تمام معزز مہمانان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی، رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ سب سے پہلے تو میں اپنے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے ازراہِ شفقت ہماری دعوت قبول کی اور ہمارے ساتھ اس اہم اور پُرمسرت تقریب میں شامل ہوئے جس کے ذریعہ ہم اس شہر میں اپنی مسجد کا افتتاح کررہے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ زندگی کی ایک حقیقت ہے کہ بنی نوع انسان ایک ایسی مخلوق ہے جس کی بقا ایک دوسرے کے ساتھ سماجی اور باہمی تعلقات قائم کئے بغیر ممکن نہیں ہے۔ رنگ ونسل اور تمدّنی و مذہبی تضادات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہم بحیثیت انسان متحد ہیں۔ اس لئے یہ بات بہت اہمیت کی حامل ہے کہ ہم اپنے آپ کو دوسروں سے الگ رکھنے یا صرف اپنی ہی کمیونٹی کے افراد سے تعلق رکھنے کی بجائے دوسروں کے ساتھ بات چیت کریں۔ ڈائیلاگ ہر لحاظ سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ رکاوٹوں کو دور کرنے کیلئے، ایک دوسرے کو سمجھنے اور جاننے کیلئے، معاشرے کے ارتقاء اور ترقی کیلئے اور امن اور یکجہتی کی فضا پیدا کرنے کیلئے لوگوں اور مختلف کمیونٹیز کے درمیان باعزت طریق پر بات چیت کرنا نہایت اہم ہے۔ اس کیلئے پائی جانے والی برداشت اور احترام کے اعلیٰ معیاروں کی تعریف کئے بغیر آگے نہیں جاسکتا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جہاں آپ کی اس تقریب میں شمولیت ظاہر کرتی ہے کہ آپ لوگ ہماری جماعت کے ساتھ تعلقات مضبوط کرنے کے خواہاں ہیں وہاں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ لوگ ہمارے مذہب کو بہتر طور پر جاننا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں آپ سب کا بہت احترام کرتا ہوں کہ آپ لوگ اپنی مصروف زندگی میں سے وقت نکال کر آج یہاں آئے۔ آپ میں سے اکثر نے مسلمان نہ ہونے کے باوجود ہماری دعوت قبول کی اور خالصتاً ایک مذہبی تقریب جس کے ذریعہ ایک مسجد کا افتتاح کیا جارہا ہے اس میں شامل ہوئے۔ اس لئے میں آپ لوگوں کے اندر ایک دوسرے کیلئے پائی جانے والی برداشت اور احترام کے اعلیٰ معیاروں کی تعریف کئے بغیر آگے نہیں جاسکتا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جہاں آپ کی اس تقریب میں شمولیت ظاہر کرتی ہے کہ آپ لوگ ہماری جماعت کے ساتھ تعلقات مضبوط کرنے کے خواہاں ہیں وہاں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ لوگ ہمارے مذہب کو بہتر طور پر جاننا چاہتے ہیں۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ آپ وہ لوگ ہیں جو ادھر اُدھر کی سنی سنائی باتوں پر اندھا یقین نہیں کرنا چاہتے۔ آج کل کے افواہوں کے دور میں آپ لوگوں کی اسلام کے متعلق سچائی جاننے کی خواہش قابل تعریف ہے۔ میڈیا جو مسلمانوں کے بارہ میں کہتا ہے یا بعض اسلام مخالف قوتیں جس طرح اسلام کی تصویر دنیا کے سامنے پیش کرتی ہیں اُسے من وعن ماننے کی بجائے آپ لوگ خود یہاں دیکھنے آئے ہیں کہ اسلام کا اصل مطلب کیا ہے اور اسلام کیا تعلیمات پیش کرتا ہے، اس لئے میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آپ سب جماعت احمدیہ کے ماٹو یا نعرہ 'محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں' سے بخوبی واقف ہوں گے۔ یہ ماٹو کوئی نئی چیز نہیں ہے یا یہ ہماری کوئی نئی ایجاد نہیں ہے بلکہ اس نعرہ کی بنیاد اسلام کی مقدس کتاب قرآن کریم کی تعلیمات ہیں اور وہ تعلیمات ہیں جو بانی اسلام رسول کریم ﷺ نے ہمیں دیں۔ ابتداء سے ہی اسلام نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ باہمی عزت و احترام اور باہمی برداشت بنیادی انسانی اقدار ہیں۔ مثال کے طور پر قرآن کریم کی سورۃ الانعام کی آیت 109 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسلمان غیر مذہبی لوگوں کے بتوں کو برا بھلا نہ کہیں کیونکہ اس کے ردعمل میں وہ بھی اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہیں گے۔ پس اس بات کی یقین دہانی کیلئے کہ آپس میں موجود تناؤ کو ہوا نہ دی جائے اور معاشرہ کو نفرت اور عداوت سے بچانے کیلئے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ حوصلہ اور برداشت کا مظاہرہ کریں۔ پس یہ جو اکثر اعتراض کیا جاتا ہے کہ مسلمان دوسرے مذاہب اور مذہبی شخصیات کا احترام نہیں کرتے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دراصل قرآن کریم کی تعلیمات کی بنا پر مسلمان یہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء کو دنیا کی تمام قوموں کی طرف ان کی ہدایت اور اصلاح کی غرض سے بھیجا گیا تھا۔ ہمارا تمام انبیاء کی سچائی پر پختہ ایمان ہے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ تمام انبیاء بنی نوع انسان کو خدا تعالیٰ کی طرف بلانے کے لئے اور اخلاقیات سکھانے کے لئے اور آزادیٔ ضمیر، عدل وانصاف اور انسانی ہمدردی جیسی عالمی اقدار کو قائم کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ پس ان باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمارے لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم دیگر مذاہب کے پیروکاروں کا احترام نہ کریں۔ اس لئے ہم احمدی مسلمان اپنے اس دعویٰ میں مخلص ہیں کہ ہم کسی سے نفرت نہیں کرتے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پھر مزید یہ کہ ہم تمام بنی نوع انسان سے حقیقی محبت کرتے ہیں اور دوسروں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر گزشتہ سال یہاں فلاڈلفیا میں ایک مقامی یہودی قبرستان پر جب حملہ کیا گیا اور اُن کی قبروں کی بے حرمتی کی گئی تو اس قابلِ نفرت حرکت کے بعد جماعت احمدیہ کے مقامی لوگ فوری طور پر یہودی کمیونٹی کی مدد کے لئے پہنچے اور یہودی کمیونٹی کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا۔ ان چیزوں کے بدلہ میں ہمیں کسی انعام یا شکریہ کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ ہم تو صرف اُنہی تعلیمات کی پیروی کررہے ہوتے ہیں جو ہمارے مذہب نے ہمیں سکھائی ہیں اور یہ تعلیمات یہی ہیں کہ جب دیگر مذاہب یا عقیدہ کے لوگ مشکلات میں مبتلا ہوں تو ان کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑا ہوا جائے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہم تمام بنی نوع انسان کے حقوق کی مکمل ضمانت دیتے ہیں تاکہ وہ بغیر کسی تعصب اور امتیازی سلوک کے اپنی زندگیاں گزار سکیں۔ جو بھی بغیر کسی تعصب کے اور مکمل ایمانداری سے اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرے وہ دیکھے گا کہ مذہبی آزادی ہمیشہ اسلام کا بنیادی اصول رہی ہے۔

درحقیقت عرب کے شہر مدینہ میں، جہاں رسول کریم ﷺ نے مکہ میں سالہا سال مظالم کا سامنا کرنے کے بعد اپنے پیروکاروں کے ساتھ ہجرت کی، جو حکومت بنائی گئی اس میں اس قسم کے pluralism اور وسعت قلبی کا عملی اظہار دیکھنے کو ملا۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے دیگر مذاہب کے رہنماؤں اور کمیونٹیز کے ساتھ ایک معاہدہ طے کیا جو ایک ایسے شہر میں حکومت کی بنیاد بنا جہاں مختلف قومیں آباد تھیں۔ اس معاہدہ نے اس بات کی ضمانت دی کہ معاشرے کے تمام افراد بغیر کسی ظلم کے امن کے ساتھ رہ پائیں گے اور انہیں اپنے اپنے مذاہب اور عقائد پر عمل کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہوگی۔ مزید یہ کہ اُس دور کے رسم ورواج کے مطابق ہر کمیونٹی اپنے اپنے مذہبی یا قبائلی قانون پر عمل کرنے کی پابند تھی۔ چنانچہ مسلمان اسلامی شریعت پر عمل کرتے تھے اور یہودی تورات کے قانون کے پابند تھے اور باقی کمیونٹیز اپنے اپنے عقائد اور رسوم ورواج کی پابند تھیں۔ اس وقت تمام لوگ قطع نظر مذہب وملت کے قیامِ امن اور دوسروں کا احترام کرنے کے ذمہ وار تھے۔

اس معاہدہ نے امن کو فروغ دیا اور اس بات کو یقینی بنایا کہ بُردبار اور پُرتحمل معاشرہ قائم ہو۔ پس چودہ سو سال قبل مدینہ کے اندر ایک کثیرالجہتی اور مختلف ثقافتوں پر مشتمل معاشرہ پر مبنی ایک کامیاب حکومت چلائی گئی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میں یہ تجویز نہیں دے رہا کہ آج معاشرے میں رہنے والے مختلف لوگوں یا قوموں کی سطح پر رائج بے شمار قوانین کو یکجا کردیا جائے۔ بلکہ میرا پوائنٹ صرف اتنا ہے کہ ہماری اولین ترجیح یہ ہونی چاہئے کہ عالمی انسانی اقدار کو قائم کرتے ہوئے اور عدل وانصاف اور اخلاقیات کو فروغ دیتے ہوئے معاشرے میں امن کا قیام ہو۔ اس کی مزید وضاحت کے لئے قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ نے بڑے واضح رنگ میں بیان فرمایا ہے کہ مذہبی معاملات میں کسی قسم کا کوئی جبر واکراہ نہیں۔ ہر ایک کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جو چاہے راستہ اختیار کرے اور مذہب ہر ایک کے دل ودماغ کا معاملہ ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسی طرح اسلام تعلیم دیتا ہے کہ مذہب واعتقاد کے اختلاف کے باوجود ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ پرامن رہے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ وہ کسی ایسے عمل کا حصہ نہیں ہے جو معاشرے کے امن کو خراب کرنے والی ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ تمام افراد قانون کے پابند ہوں اور ریاست کے وفادار شہری ہوں اور اس کی ترقی اور استحکام میں حصہ ڈالنے والے ہوں۔ اگر آپ میں سے کسی کے ذہن میں اس نئی مسجد کے حوالہ سے کوئی بھی تحفظات ہوں اور یہ خدشہ رکھتے ہوں کہ مسلمان اس مسجد کو باقی معاشرے کے خلاف کسی خفیہ پلان اور سکیم کا ذریعہ بنائیں گے اور نفرت پھیلانے کا باعث بنائیں گے تو یقین

رکھیں کہ ایسی کوئی بھی بے چینی رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ یقین رکھیں کہ اس عمارت سے صرف محبت، پیار اور بھائی چارہ کا پیغام پھیلے گا۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

اس حوالہ سے میں مختصراً مسجد کی تعمیر کے مقاصد بیان کرتا ہوں۔ مسجد کی تعمیر کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ مسلمان اکٹھے مل کر باہمی محبت اور اتحاد کی فضا قائم کرتے ہوئے خدائے واحد کی عبادت کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے عبادت کرنے کا حکم دیا ہے۔ پھر مسجد کا دوسرا بنیادی مقصد یہ ہے کہ بنی نوع انسان کی خدمت کا ایک مرکز قائم کیا جائے۔ ہر عبادت کرنے والے کی ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ معاشرے کے تمام دیگر افراد کے حقوق ادا کرے۔ چنانچہ ایک حقیقی مسجد محبت، ہمدردی اور اتحاد کا گہوارا ہے۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

احمدیہ مسلم جماعت کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ دنیا میں جہاں بھی ہم نے مساجد قائم کی ہیں، جو لوگ ان مساجد میں عبادت کرتے ہیں، وہ دیگر شہریوں سے ہمدردی، محبت اور خلوص میں پہلے سے بڑھ کر ترقی کرتے ہیں۔ اگر ہماری مساجد کسی بات کی احمدیوں کو ترغیب دیتی ہیں تو انتہا پسندی یا دہشت گردی نہیں بلکہ صرف بنی نوع انسان کی خدمت اور اس بات کی کہ ہم اپنے دل دیگر لوگوں کے لئے کھولیں۔ ہماری مساجد معاشرے میں ہر طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد کے مابین ہم آہنگی پیدا کرنے اور بھائی چارہ پیدا کرنے کے حوالہ سے ہمارے عزم کو مزید تقویت دیتی ہیں اور معاشرے سے ہر قسم کی نفرت، انتہا پسندی اور تقسیم کو ختم کرنے میں ممد ہیں۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

یہ شہر اپنے بھائی چارہ کی وجہ سے مشہور ہے۔ اور یقیناً ہماری یہ نئی مسجد اس بات کی علامت ہے اور ہمارے اُس عزم کا اظہار ہے کہ ہم اس شہر میں اور گردونواح میں محبت، بھائی چارہ اور ہم آہنگی پھیلانے کی خاطر پہلے سے بڑھ کر کوششیں کریں گے۔

یہ دعویٰ کرنا تو بہت آسان ہے، لیکن ہماری تاریخ ثابت کرتی ہے کہ یہ دعوے کھوکھلے نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہیں۔ ہم آج تک یہی کوشش کرتے آئے ہیں کہ ہم جو تبلیغ کرتے ہیں وہ کر کے بھی دکھائیں۔ پس میں یقیناً پر اعتماد ہوں کہ مقامی افراد جلد ہی اعتراف کرلیں گے کہ یہ مسجد جسے 'بیت العافیت' کا نام دیا گیا ہے جس کا لفظی معنی ہی 'حفاظت فراہم کرنے والا گھر' ہے، یہ تمام معاشرے کے لئے حقیقی امن کا باعث بنے گی۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

اسکے علاوہ میں یہ بات بھی بالکل واضح کردینا چاہتا ہوں کہ امن کے لئے اور خدمتِ انسانیت کے لئے ہمارا عزم کلیۃً ہمارے دین اور مذہبی تعلیمات کی وجہ سے ہے۔

بانی جماعت احمدیہ نے جنہیں ہم مسیح موعود و مہدی معہود تسلیم کرتے ہیں دعویٰ فرمایا کہ آپؑ مسیح محمدی ﷺ ہیں اور فرمایا کہ آپؑ موسیٰؑ کے بعد آنے والے مسیحؑ کے امن پسند طریق پر عمل پیرا ہیں اور یہ اعلان فرمایا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو عظیم مقاصد دے کر بھیجا گیا ہے۔

پہلا یہ کہ بنی نوع انسان کو اپنے خالق کی طرف لے جایا جائے اور مخلوق کو خالق کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ آپ بنی نوع انسان کو توجہ دلائیں کہ وہ انسانی اقدار کا احترام کریں اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں۔ پس یہ تمام احمدی مسلمانوں کا فرض ہے، جنہوں نے مسیح موعود و مہدی معہود کی بیعت کی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے قرب حاصل کرنے اور بنی نوع انسان کی خدمت کا کوئی موقع جانے نہ دیں۔ یہ وہ تعلیم ہے جس کی ہمیں قرآنِ کریم اور آنحضرت ﷺ نے بارہا تعلیم دی ہے۔

سورۃ نساء کی آیت **37** میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

''اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی۔ اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر (اور) شیخی بگھارنے والا ہو۔''

قرآنِ کریم کی یہ ایک آیت ہی اخلاقیات اور انسانی حقوق کے چارٹر کی ایک عظیم مثال ہے۔ یہ امن قائم کرنے کی ایک سنہری راہ اور بھائی چارہ قائم کرنے کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس آیتِ کریمہ میں تلقین فرماتا ہے کہ اپنے والدین اور رشتہ داروں سے پیار اور محبت سے برتاؤ کرو۔ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ معاشرے کے کمزور ترین طبقہ کو ساتھ لے کر چلو اور ان کی مدد کرو، جیسا کہ یتامیٰ اور دیگر افراد جو کسی بھی طرح کسی محرومی کا شکار ہیں۔ پھر اس کے بعد ہمسایوں سے اچھا سلوک کرنے کا الگ سے خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں سے پیار کریں اور ان کی حفاظت کریں اور ضرورت پڑنے پر ہمہ وقت ان کی مدد کرنے کو تیار رہیں۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ اسلام میں ہمسائیگی کی تعریف بہت وسیع ہے۔ اس میں صرف وہ لوگ شامل نہیں جو آپ کے قریب رہائش پذیر ہیں بلکہ دور رہنے والے بھی شامل ہیں، ساتھ سفر کرنے والے، ساتھ کام کرنے والے، ماتحت اور دیگر بہت سے لوگ بھی ہمسایہ کی تعریف میں شامل ہیں۔ درحقیقت قرآنِ کریم نے بیان فرمایا ہے کہ مسلم شہر یا قصبے میں رہنے والے تمام افراد ہی پڑوسی ہیں۔

پیغمبرِ اسلام حضرت محمد ﷺ نے بھی بارہا اس طرف توجہ دلائی ہے کہ مسلمان اپنے پڑوسیوں کے حقوق ادا کریں۔ آپ ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قدر ہمسایہ کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی کہ آپ ﷺ نے سمجھا کہ شاید اللہ تعالیٰ ہمسایہ کو وراثت میں بھی حقدار ٹھہرا دے گا۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

پس اگر ہم نے فلاڈلفیا میں مسجد بنائی ہے اور یہاں احمدی مسلمانوں کی ایک جماعت قائم کی ہے، تو یہ اس نیت سے کیا ہے کہ ہم اس شہر کی تعمیر و ترقی میں اپنا حصہ ڈالیں اور اس شہر کے رہنے والوں کی خدمت کریں۔ اب جبکہ اس مسجد کا افتتاح ہو گیا ہے۔ اب یہاں رہنے والے تمام احمدی دیگر تمام شہریوں کو اپنا ہمسایہ سمجھیں گے اور اس بات کا ادراک کریں گے کہ ان ہمسایوں کے بہت سے حقوق ہیں اور پھر ان حقوق کی ادائیگی کے لئے اپنی بھرپور صلاحیتیں بروئے کار لائیں گے۔ جب بھی آپ میں سے کسی کو مدد کی ضرورت پڑے گی، ہم عہد کرتے ہیں کہ جس طرح بھی ہم مدد کر سکے ہم کریں گے۔ ہر رنج و غم کے موقع پر ہم اپنے ہمسایوں کے آنسو پونچھنے، انکی مدد کرنے اور انہیں آرام پہنچانے کے لئے تیار ہوں گے۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

پس مجھے یقین ہے کہ آپ یہ سب ہوتا خود دیکھیں گے۔ جہاں اس مسجد نے اس شہر میں ایک عمدہ عمارت کا اضافہ کیا ہے اس سے کہیں زیادہ یہ مسجد روحانی طور پر اس شہر میں اور گردونواح میں پیار و محبت پھیلاتے ہوئے اس شہر اور اس معاشرے کو مزید خوبصورت کرنے کا باعث بنے گی۔ یہ مسجد بغیر کسی تفریق مذہب، رنگ و نسل کے تمام امن پسند لوگوں کے لئے روشنی اور امید کی کرن ثابت ہوگی۔

ان الفاظ کے ساتھ میں امید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ تمام لوگ جو اس شہر کے باسی ہیں، قطع نظر اس کے کہ وہ کون ہیں اور کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، اکھٹے مل کر معاشرے کے مشترکہ مفاد کی خاطر کام کریں گے اور حقیقی اور دیرپا امن والا معاشرہ قائم کرنے کی کوشش کریں گے۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا؛

یہ کہا جاتا ہے کہ فلاڈلفیا پہلا **colonial** شہر ہے، جس نے اس ملک میں آزادیِ مذہب اور آزادیِ عبادت کا قانون پاس کیا۔ مزید یہ کہ یہ وہ تاریخی شہر ہے جہاں **Declaration of Independence** پر دستخط کئے گئے تھے، پس اس شہر کی ایک قابلِ فخر تاریخ ہے۔ میری دعا ہے کہ اس شہر کے رہنے والے اپنے عظیم ماضی کا پاس کریں اور آئندہ بھی یہ تاریخی روایات آپ کی قومی علامت کے طور پر جانی جائیں۔

میری دعا ہے کہ یہ شہر ہمیشہ کے لئے آزادیِ مذہب کی شمع بن جائے اور اس شہر کا ہر باسی نہ صرف اس شہر میں بلکہ تمام ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور پھر تمام دنیا میں امن قائم رکھنے کے لئے اپنا کردار ادا کرنے والا ہو۔

اگرچہ ہماری تعداد یہاں تھوڑی ہے، میں یقین دلاتا ہوں کہ احمدیہ مسلم جماعت ہمیشہ ایسے پروگراموں کا حصہ رہے گی اور مطلوبہ مدد فراہم کرنے کے لئے تیار رہے گی۔ اللہ کرے کہ حقیقی امن تمام شہروں اور ملکوں میں غالب آجائے۔

آخر پر میں آپ سب کا اس پروگرام میں شمولیت پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ آپ سب پر اپنا فضل فرمائے۔ شکریہ۔

حضورِانور کا یہ خطاب چھ بج کر ستائیس منٹ تک جاری رہا۔ آخر پر حضورِانور نے دعا کروائی۔

حضورِانور کے خطاب کے اختتام پر مہمان بے اختیار حضورانور کے اعزاز میں کھڑے ہو گئے اور دیر تک تالیاں بجا کر حضورانور کے خطاب کو سراہنے کا اظہار کیا۔ بعدازاں حضورِانور نے بعض مہمانوں کو تحائف عطا فرمائے۔

اس کے بعد ڈنر کا پروگرام ہوا۔ کھانے کے بعد مہمانوں نے باری باری حضورِانور سے ملاقات کی۔ مہمان ایک قطار میں حضورِانور سے ملنے آتے رہے، حضورِانور گفتگو فرماتے، مہمان تصاویر بھی بنواتے۔

پھر حضورِانور کچھ دیر کے لئے رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ ساڑھے آٹھ بجے حضورِانور نے نمازِ مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ بعدازاں اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔